25

خدا تعالیٰ تمہارے خون کے قطروں سے دنیا کی کھیتیوں کو سرسبز وشاداب کرنا چاہتا ہے

(فرمودہ 13/اکتوبر 1950ء بمقام لاہور)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

''چونکہ اس ہفتہ ایک ضروری رسالہ لکھوانے کی وجہ سے مجھے دن میں متواتر کئی کئی گھنٹے بولنا پڑا ہے اس لئے میری کھانسی پھر دوبارہ تیز ہوگئی ہے اور آج صبح سے وجہ تو معلوم نہیں ہوئی لیکن برابر دل کی کمزوری کے دورے ہورہے ہیں۔ شاید کھانسی کے عَود کرنے کی وجہ سے یا شاید دَورہ میں کوئی تکلیف ہوئی ہے اور اس کی وجہ سے یہ شکایت پیدا ہوئی ہے۔ اس لئے میں بہت اختصار کے ساتھ آج کا خطبہ پڑھوں گا۔

مجھے بتایا گیا ہے کہ ایک زمین مسجد کے لئے تجویز ہوگئی ہے۔ میری کارکنوں کو یہی نصیحت ہوگی کہ وہ جلد سے جلد زمین خرید لیں۔ صرف اتنی بات دیکھنی چاہیے کہ زمین سڑک کے عین اوپر ہو۔ سڑک سے بہت پیچھے ہٹ کر جگہ لینا تو بالکل ہی نامناسب بات ہے۔ لیکن اگر ایسا ہو کہ گلی بنی ہوئی ہو اور سڑک سے کوئی ایک دو مکان پیچھے ہٹ کر جگہ ہو جیسے یہ مسجد ہے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں، لیکن زیادہ پیچھے ہٹنا اصل مقصد کو فوت کر دیتا ہے۔ بہرحال اس میں دیر نہیں کرنی چاہیے تا کہ مسجد بڑھنے کے ساتھ خدا تعالیٰ چاہے تو جماعت بھی اس رفتار سے بڑھنی شروع ہو جائے کہ ایک محدود عرصہ میں یہ نئی مسجد بھی بھر جائے۔

دوستوں کو معلوم ہوگا کہ اس ہفتہ میں پھر ایک واقعہ راولپنڈی میں ہوا ہے اور ہمارا ایک احمدی شہید کر دیا گیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ جس سے یہ واقعہ ہوا ہے اُس نے اقرار کیا ہے کہ اس کو میں نے احمدی سمجھ کر قتل کیا ہے کیونکہ علماء نے ہم کو یہی بتایا ہے کہ یہ لوگ اسلام کے دشمن اور واجبُ القتل ہیں۔ جہاں تک ایسے واقعات کا سوال ہے یہ کوئی نئی بات نہیں ہے اور اس پر تعجب کرنے کی کوئی وجہ نہیں۔ جو نئی بات ہے اور جس پر تعجب کرنے کی وجہ ہے میں زیادہ تر اُسی کی طرف جماعت کی توجہ کو پھرانا چاہتا ہوں۔

اِس 1950ء میں مجھے خلافت کی خدمات بجا لاتے ہوئے 37 سال ہو گئے ہیں۔ اِن 37 سال میں مختلف دَور جماعتوں پر آئے ہیں اور مختلف اَدوار میں مَیں نے جماعتوں کو اُن کے فرائض کی طرف توجہ دلائی ہے۔ مگر مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اتنی لمبی تعلیم سے بھی جماعت نے فائدہ نہیں اٹھایا۔ شاید ان کے عملوں کی کمزوریوں یا عقائد کی کمزوریوں کی وجہ سے ان کے لئے وہی دن مقدر ہے جس کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے

امروزِ قومِ مَن نہ شناسد مقامِ مَن
روزے بگریہ یاد کُند وقتِ خُوشترم [1]

آج میری قوم میرے مقام کو نہیں پہچانتی لیکن ایک دن آئے گا کہ میرے مبارک دنوں کو رو رو کر یاد کرے گی۔ جب ہم 1947ء میں قادیان سے آئے تو میں نے جماعت کو تبلیغ کی طرف توجہ دلائی۔ قولی طور پر تو صرف کچھ افراد اور کچھ جماعتوں نے وہ جواب دیا لیکن عملاً درحقیقت ساری ہی جماعت کا وہ جواب تھا۔ میں نے اُس وقت کہا کہ یہ دن عارضی ہیں لوگ آج تمہاری تعریفیں کرتے ہیں حتّٰی کہ اور تو اَور ''زمیندار'' تک میں احمدی جماعت کی بہادری کی تعریفیں ہو رہی ہیں۔ لیکن ان عارضی تعریفوں پر مت جاؤ اور یاد رکھو کہ تم ان حالات میں سے گزرنے پر مجبور ہو کہ جن حالات میں سے پہلے نبیوں کی جماعتیں گزری ہیں۔ تمہیں خون بہانے پڑیں گے، تمہیں جانیں دینی پڑیں گی۔ اور اگر تم ان تعریفوں پر خوش ہوتے ہو تو اس کے معنے یہ ہیں کہ تم نے نہ اپنے آپ کو سمجھا اور نہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقام کو سمجھا۔ اِس پر قولاً تو کچھ افراد اور جماعتوں نے میرے ان اعلانوں اور تحریک پر مجھے لکھا اور زبانی بھی کہا کہ آجکل جماعت کی بہت تعریف ہو رہی ہے۔ اِس وقت تو تبلیغ بالکل نہیں کرنی چاہیے۔ یہ دن تو اللہ تعالیٰ نے بڑے اچھے پیدا کئے ہیں آجکل تو لوگ ہماری بڑی تعریفیں کرتے ہیں اور تبلیغ بالکل

مناسب نہیں لیکن عملاً ساری ہی جماعت نے یہ جواب دیا۔ کیونکہ تبلیغ کی طرف انہوں نے توجہ نہیں کی۔ میں نے انہیں کہا تھا اور اب واقعات تمہارے سامنے ہیں کہ وہ دن آنے والے ہیں کہ یہی تعریف کرنے والے تمہیں گالیاں دیں گے اور تم اُس وقت کہو گے کہ آج ہماری بہت مخالفت ہے اس لئے ہمیں تبلیغ نہیں کرنی چاہیے۔ گویا کچھ دن تو تم تبلیغ سے اس لئے غافل ہو جاتے ہو کہ لوگ تمہاری تعریف کرتے ہیں۔ اور کچھ دن تم تبلیغ سے اس لئے غافل ہو جاتے ہو کہ لوگ تمہاری مخالفت کرتے ہیں۔ پھر وہ دن کب آئے گا جب تم تبلیغ کرو گے۔

مجھے یاد ہے جب کشمیر کا کام میں نے شروع کیا تو میں اُس وقت کے وائسرائے لارڈ ولنگڈن سے ملا اور میں نے کشمیر کے معاملہ کی طرف ان کو توجہ دلائی۔ انہوں نے کہا کہ آپ جانتے ہیں ریاستوں کے معاملات میں انگریزی حکومت دخل دینا پسند نہیں کرتی۔ میں نے کہا اتنا تو میں جانتا ہوں کہ انگریزی حکومت کہتی یہی ہے کہ ہم ریاستوں کے معاملات میں دخل دینا پسند نہیں کرتے مگر میں یہ بھی جانتا ہوں کہ حیدرآباد کے معاملہ میں انگریزوں نے دخل دیا ہوا ہے اور وہاں تین انگریز وزیر مقرر ہیں۔ لارڈ ولنگڈن نے کہا تو کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ نظام حیدرآباد اس کو پسند کرتا ہے؟ میں نے کہا ہرگز نہیں۔ مجھے جو بات تعجب میں ڈالتی ہے وہ یہ ہے کہ نظام کی ناپسندیدگی تو انگریزی حکومت کو بُری نہیں لگتی لیکن مہاراجہ جموں کی ناراضگی اُسے بُری لگتی ہے۔ بہت لمبی باتیں ہوئیں۔ آخر لارڈ ولنگڈن نے کہا کہ یہ باتیں جلدی نہیں ہوسکتیں، ان کے لئے وقت چاہیے۔ پھر انہوں نے کہا جب مجھے ہندوستان میں بھجوانے کا فیصلہ ہوا تو وزیرِ ہند نے مجھے بلایا اور کہا ولنگڈن! ہندوستان میں شورش بڑھتی چلی جاتی ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ یہ کام تم ہی کر سکتے ہو اور اس شورش کے دبانے کے سب سے زیادہ اہل تم ہی ہو۔ کیا تم ہندوستان میں وائسرائے بن کر جانا قبول کرو گے؟ میں نے کہا اگر تو میرے ساتھ بھی وہی ہونا ہے جو پہلے وائسراؤں کے ساتھ ہوتا رہا ہے کہ ذرا کسی نے کوئی قدم اٹھایا اور کانگرس نے اس کے خلاف شور مچایا تو اُس سے جواب طلبیاں شروع کر دی گئیں تو پھر تو میں یہ کام نہیں کرسکتا۔ لیکن اگر آپ اس بات کے لئے تیار ہیں کہ چھ مہینے تک میں جو کچھ کروں اُس پر آپ گرفت نہ کریں تو میں جانے کے لئے تیار ہوں۔ اگر چھ مہینے تک میں ہندوستان کے حالات کو سنبھال نہ لوں تو پھر آپ بیشک مجھے واپس بُلا لیں۔ وزیرِ ہند نے کہا ولنگڈن! تم تو چھ مہینے کہتے ہو میں تمہیں بارہ مہینے کی مہلت دیتا ہوں۔ تمہیں اختیار ہوگا

کہ جس طرح چاہو انتظام کرو۔ یہ واقعہ سُنا کر لارڈ ولنگڈن نے کہا کہ کام وقت بھی چاہتے ہیں مگر آپ کہتے ہیں کہ یہ معاملات بہت جلد طے ہو جائیں۔ میں نے کہا مجھے تو کام سے غرض ہے اگر آپ وعدہ کریں کہ مسلمانوں کی دِقّتیں اور اُن کی مشکلات دور کر دی جائیں گی تو وزیرِ ہند نے تو آپ کو بارہ مہینے کی مہلت دی تھی میں آپ کو اٹھارہ مہینے دینے کے لئے تیار ہوں۔ اس گفتگو کا نتیجہ یہ نکلا کہ اُن کے مخالفانہ رویہ میں تبدیلی پیدا ہوگئی۔ پھر میں نے لارڈ ولنگڈن سے کہا کہ میں کشمیر میں ایک وفد بھجوانا چاہتا ہوں تا کہ وہ وہاں کے حالات معلوم کرے۔ اگر مسلمانوں کی غلطی ہو تو وہ وفد مسلمانوں کو سمجھائے اور اگر ریاست کی غلطی ہو تو اُس کو توجہ دلائے۔ چنانچہ میں نے نام بھی بتائے جو گورنمنٹ کے لئے قابلِ اعتراض نہ تھے۔ اس میں ڈاکٹر اقبال صاحب تھے، خان بہادر شیخ رحیم بخش صاحب تھے، خواجہ حسن نظامی صاحب تھے، مولوی محمد اسماعیل صاحب غزنوی تھے جو کانگرسیوں میں سے لئے گئے تھے اور پانچویں سر ذوالفقار علی خان صاحب تھے۔ میں نے کہا میری تجویز یہ ہے کہ یہ لوگ وہاں جائیں اور حالات کا جائزہ لیں۔ وائسرائے نے کہا اِس وفد پر کسی کو اعتراض نہیں ہوسکتا۔ میں نے کہا ریاست تو ضرور اعتراض کرے گی۔ انہوں نے کہا اس میں اعتراض کی کوئی بات نہیں اور پھر انہوں نے اصرار کرنا شروع کیا کہ آپ یہ وفد ضرور بھجوائیں۔ میں نے واپس آتے ہی مہاراجہ کو تار دیا کہ ہمارا ایک وفد ریاست کے حالات معلوم کرنے کے لئے آنا چاہتا ہے آپ اُسے آنے کی اجازت دیں۔ اِس پر دوسرے ہی دن سر ہری کشن کول کا جواب آ گیا کہ افسوس ہے اِس وقت ملک میں بہت شورش ہے اس لئے مہاراجہ صاحب اس قسم کے وفد کے آنے کی اجازت نہیں دے سکتے۔ میں نے وائسرائے کو چٹھی لکھی کہ آپ نے زور دے کر مجھے کہا تھا کہ ریاست میں یہ وفد ضرور بھجوا دیا جائے اور آپ کے کہنے پر ہی میں نے مہاراجہ کو تار دیا۔ مگر اُس کا یہ جواب آ گیا ہے کہ چونکہ ملک میں بہت شورش ہے اس لئے مہاراجہ صاحب کسی وفد کو آنے کی اجازت نہیں دے سکتے۔ اِس کے معنے یہ ہیں کہ ایک رنگ میں آپ نے میری ہتک کروائی ہے کیونکہ آپ کے کہنے اور زور دینے پر ہی میں نے یہ تار دیا تھا۔ لارڈ ولنگڈن کا جواب آیا کہ معلوم ہوتا ہے اُن کو کوئی غلط فہمی ہوگئی ہے آپ دوبارہ تار دیں۔ مطلب یہ تھا کہ اب ہم خود انہیں توجہ دلا رہے ہیں اب وہ انکار نہیں کریں گے۔ میں نے پھر تار دے دی۔ اس تار کا دوسرے تیسرے دن یہ جواب آیا کہ اب ملک میں بالکل امن و امان ہے کسی وفد کے آنے کی ضرورت نہیں۔

اِس پر میں نے پھر وائسرائے کو لکھا کہ دنیا میں دو ہی حالتیں ہوتی ہیں یا تو امن کی حالت ہوتی ہے یا فساد کی حالت ہوتی ہے۔ اور ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ وفد بھی ایک ملک سے دوسرے ملک میں ہمیشہ جاتے رہتے ہیں۔ مگر مہاراجہ جموں کبھی تو یہ کہتے ہیں کہ چونکہ فساد ہے اس لئے وفد کی ضرورت نہیں اور کبھی کہتے ہیں کہ چونکہ امن ہے اس لئے وفد کی ضرورت نہیں۔ آپ مجھے یہ بتائیں کہ وفد کی ضرورت کب ہوتی ہے؟ وفد کی ضرورت یا تو امن کی حالت میں ہوگی یا فساد کی حالت میں ہوگی۔ مگر ان کے نزدیک نہ امن کی حالت میں وفد کی ضرورت ہے اور نہ فساد کی حالت میں وفد کی ضرورت ہے پھر وفد کی کس حالت میں ضرورت ہوا کرتی ہے؟ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لارڈ ولنگڈن کا نظریہ اُس دن سے بدل گیا اور انہوں نے ریاست کے معاملات کی کڑی نگرانی شروع کر دی اور مسلمانوں کی دِقّتیں بہت حد تک دور ہو گئیں۔

میں دیکھتا ہوں کہ یہی حالت ہماری جماعت کی بھی ہے۔ جب امن ہوتا ہے وہ کہتے ہیں اب تبلیغ کی ضرورت نہیں کیونکہ امن ہے۔ جیسے مہاراجہ جموں نے کہا تھا کہ اب وفد کی ضرورت نہیں کیونکہ امن ہے۔ اور جب فساد ہوتا ہے تو کہتے ہیں اب تبلیغ کی ضرورت نہیں کیونکہ فساد ہے۔ جیسے مہاراجہ جموں نے کہا تھا کہ چونکہ ملک میں فساد ہے اس لئے کسی وفد کی ضرورت نہیں۔ گویا ہماری جماعت نے بھی وہی غیر معقول اور خلافِ عقل رویہ اختیار کر لیا ہے کہ امن ہے اس لئے تبلیغ کی ضرورت نہیں، فساد ہے اس لئے تبلیغ کی ضرورت نہیں۔ معلوم ہوا دنیا میں تبلیغ کا کوئی موقع ہی نہیں، مرنے کے بعد جنت میں تبلیغ ہوا کرے گی۔

یاد رکھو یہ واقعات تمہیں بیدار کرنے کے لئے ہیں۔ تم کب سمجھو گے کہ تم ایک مامور کی جماعت ہو۔ تم کب سمجھو گے کہ تم دنیا سے نرالے ہو۔ تم کب سمجھو گے کہ خدا تمہارے خون کے قطروں سے دنیا کی کھیتیوں کو نئے سرے سے سرسبز و شاداب کرنا چاہتا ہے۔ جب تک تم یہ نہیں سمجھو گے نہ خدا تعالیٰ کی مدد تمہارے پاس آئے گی اور نہ تم ترقی کا منہ دیکھ سکو گے۔ تم مت سمجھو کہ تبلیغ کے نتیجہ میں بہت کم لوگ سلسلہ میں داخل ہوتے ہیں۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تبلیغ کے نتیجہ میں بعض کے نزدیک مکہ میں صرف 80 اور بعض کے نزدیک 300 آدمی اسلام میں داخل ہوئے تھے۔ گویا تیرہ سال کی تبلیغ سے ان دونوں میں سے جو تعداد بھی سمجھ لو 80 سمجھو یا 300 سمجھو صرف اتنے لوگ ہی اسلام میں داخل ہوئے۔ لیکن جب وقت آیا تو دو سال کے اندر اندر سارا عرب مسلمان ہو گیا۔ اصل میں یہ چیز بطور امتحان

کے ہوتی ہے۔تبلیغ خدا تعالیٰ اس لئے کرواتا ہے تا بعد میں تم خوش ہو کر کہہ سکو کہ ہماری محنت اور ہماری قربانی اور ہماری جدوجہد اور ہماری تبلیغ کے نتیجہ میں دنیا مسلمان ہوئی ہے ورنہ دنیا کو مسلمان کرنا خدا کا کام ہے۔جس دن خدا یہ دیکھ لے گا کہ اسلام اور احمدیت کے پھیلانے کے لئے جماعت نے ہر قسم کی قربانیاں کر لی ہیں۔اس نے اپنے مالوں کو بھی قربان کر دیا ہے، اس نے اپنی جانوں کو بھی قربان کر دیا ہے۔اس نے اپنی عزتوں کو بھی قربان کر دیا ہے، اس نے اپنے رشتہ داروں کو بھی قربان کر دیا ہے۔اس نے اپنے اوقات کو بھی قربان کر دیا ہے۔اس نے اپنے وطنوں کو بھی قربان کر دیا ہے تو وہ اپنے فرشتوں سے کہے گا کہ جاؤ اور دنیا کے دلوں کو بدل دو اور لوگوں کو ان کے پاس کھینچ کر لے آؤ۔اور جب خدا کی مدد آ جائے تو لوگ اس کے سلسلہ میں داخل ہونے سے رُک نہیں سکتے۔وہ آپ فرماتا ہے اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰہِ وَالۡفَتۡحُ وَرَاَیۡتَ النَّاسَ یَدۡخُلُوۡنَ فِیۡ دِیۡنِ اللّٰہِ اَفۡوَاجًا فَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّکَ وَاسۡتَغۡفِرۡہُ ؕ اِنَّہٗ کَانَ تَوَّابًا۔2 جب خدا دیکھتا ہے کہ اس جماعت نے تبلیغ کا حق ادا کر دیا ہے تو وہ خود لوگوں کے دلوں کو بدل دیتا ہے ورنہ صرف تبلیغ سے لوگوں کے دلوں کو بدلا نہیں جا سکتا۔اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تبلیغ سے ہی لوگ مسلمان ہوتے تو صرف عرب کے لئے ہی شاید کئی صدیاں درکار ہوتیں۔آپ کی تبلیغ سے ایک چھوٹی سی جماعت تیار ہوئی اور باقی لوگوں کے دلوں کو فرشتوں نے خود بدل ڈالا۔

پس اس بات کو عجیب نہ سمجھو کہ تمہاری تبلیغ کے نتیجہ میں دنیا کس طرح احمدی ہو جائے گی۔تمہاری تبلیغ صرف تمہارے ایمان کو ثابت کرے گی۔تمہاری تبلیغ صرف تمہارے یقین کو ثابت کرے گی۔تمہاری تبلیغ صرف تمہارے تعلق باللہ کو ثابت کرے گی۔تمہاری تبلیغ صرف اس بات کو ثابت کرے گی کہ تم خدائی قانون کے معترف ہو۔جس دن یہ مقام تمہیں حاصل ہو گیا اور جس دن تم نے یہ ثابت کر دیا کہ خدا تعالیٰ کے حکم کی تکمیل میں تم کسی سے نہیں ڈرتے اُس دن وہ آپ ہی آپ لوگوں کے دلوں کو بدل دے گا۔جیسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اِس زمانہ کے متعلق خبریں دیتے ہوئے فرمایا کہ وہ دن ایسے ہوں گے کہ رات کو لوگ کافر سوئیں گے اور صبح اُٹھیں گے تو مسلمان ہوں گے۔3 پھر خدا خود لوگوں کے دلوں کو بدلے گا اور وہ انہیں کھینچتے ہوئے تمہاری طرف لے آئے گا۔دوا رب دنیا کے دلوں کو بدلنا تمہارے اختیار میں نہیں خدا تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔خدا تعالیٰ صرف یہ چاہتا ہے کہ تم اپنے دلوں کو بدل دو اور یہی تبلیغ کا نتیجہ ہوتا ہے۔تبلیغ یہ نتیجہ پیدا نہیں کرتی کہ دنیا مسلمان ہو جائے۔تبلیغ یہ نتیجہ

پیدا کرتی ہے کہ تم مسلمان ہو جاتے ہو۔ اگر تم تبلیغ نہیں کرتے تو اس کے معنے یہ ہیں کہ تم ڈرتے ہو کہ لوگ ہمیں دُکھ دیں گے۔ لیکن جب تمہارے اندر تبلیغ کا جوش پیدا ہو جاتا ہے اور وہ جوش ثابت کر دیتا ہے کہ تم لوگوں سے نہیں ڈرتے تو خدا تعالیٰ اپنے بندوں سے کہتا ہے مخالفت کا زمانہ ختم ہو گیا، کفر کا زمانہ جاتا رہا، جاؤ اور ہمارے مامور کی ڈیوڑھی پر سر رکھ دو کہ اس کے بغیر تمہاری نجات نہیں۔ اور جب خدا کہتا ہے تو دنیا آپ ہی آپ کھنچی چلی آتی ہے۔ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے ہمیں یہی نظارہ نظر آتا ہے۔ عیسائیت کے ساتھ بھی ایسا ہی معاملہ ہوا۔ ایک دن عیسائیوں کے پادری روم کے گڑھوں اور اس کی غاروں میں پناہ لئے بیٹھے تھے۔ شام کے وقت اُن کے قتل کے فتوے جاری تھے اور صبح کو تمام روم میں ڈھنڈورا پیٹا جا رہا تھا کہ بادشاہ نے آج رات خواب میں دیکھا ہے کہ عیسائیت سچا مذہب ہے۔ اس لئے روم کا بادشاہ عیسائی مذہب میں شامل ہو گیا ہے۔ آئندہ حکومت کا مذہب عیسائیت ہو گا۔ آج سے جو عیسائیوں کو دکھ دے گا یا ان کو قتل کرے گا وہ پکڑا جائے گا اور اُسے سزا دی جائے گی۔ شام کو وہ اس غم سے سوتے ہیں کہ نہ معلوم صبح تک ہم میں سے کون زندہ رہے اور کون مارا جائے اور صبح کو اٹھتے ہیں تو وہ دنیا کے بادشاہ بنے ہوئے ہوتے ہیں اور اُن کا دشمن غاروں کی طرف بھاگ رہا ہوتا ہے۔ یہی حال محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوا۔ اور جو کچھ اَب تک ہوتا رہا ہے تمہارے ساتھ ہو گا۔ مگر مجھے افسوس ہے کہ میرے بار بار توجہ دلانے کے باوجود تم اب تک اس بات کو نہیں سمجھ سکے۔ تم ہی بتاؤ کہ کس ذریعہ سے میں تم کو سمجھاؤں اور وہ کونسا طریق ہے جس سے میں تم پر اس حقیقت کو واضح کروں؟ آخر تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو راستباز سمجھتے ہو۔ تم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ کا راستباز انسان سمجھتے ہو اور ان سے جو کچھ گزرا وہ تمہارے سامنے ہے۔ لیکن اگر تم پھر بھی نہ سمجھو تو میں کیا طریقِ عمل اختیار کروں۔ اگر تم اتنی وضاحت کے باوجود بھی نہ سمجھو تو پھر تمہیں سمجھانا میرے بس کی بات نہیں۔ میں تو خدا تعالیٰ سے پھر یہی کہہ سکتا ہوں کہ میں نے جو کچھ کرنا تھا وہ کر چکا مگر میں انہیں یقین نہیں دلا سکا۔ اب تُو آپ ہی ان کو سمجھا کیونکہ ان کو سمجھانا میرے بس کی بات نہیں۔" (الفضل مورخہ 17/اکتوبر 1950ء)

1: درثمین فارسی صفحہ 111 نظارت اشاعت ربوہ

2: النصر: 2 تا آخر

3: صحیح مسلم کتاب الایمان باب الحث عَلَى الْمُبَادَرَةِ